''اردو شعروادب جرمن زبان میں اجنبی نہیں رہا''

اردو زبان کی جرمن اسکالر ڈاکٹر کرسٹینا اویسٹر ہیلڈ سے خصوصی گفتگو

یہ حقیقت اب کسی سے مخفی نہیں ہے کہ اردو صرف ہندوستانیوں کی میراث نہیں بلکہ بعض غیر ملکی بھی اس میں صرف دلچسپی ہی نہیں لیتے، مہارت بھی رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ اور یورپی ممالک کی یونیورسٹیوں میں باضابطہ اردو کے شعبے قائم ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ وہاں اردو ادب کو ملکی زبان میں منتقل بھی کیا جارہا ہے۔ وائس آف امریکہ، بی بی سی اردو اور ریڈیو ڈاچے ویلے (جرمنی) اپنی اردو سروسز کے لئے محتاج تعارف نہیں ہیں۔ وائس آف امریکہ اردو سروس کے سربراہ ڈاکٹر برائین قیوسلور، برطانیہ کے ماہر لسانیات پروفیسر رالف رسل اور جرمنی کی ہائیڈل برگ یونیورسٹی میں شعبہ اردو کی سربراہ ڈاکٹر کرسٹینا اویسٹر ہیلڈ سے اردو دنیا بخوبی واقف ہے۔ گزشتہ دنوں ڈاکٹر کرسٹینا ممبئی یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کے ایک سہ روزہ سیمینار میں شرکت کرنے آئی تھیں۔ وہاں سے ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کی دعوت پر ساہتیہ اکیڈمی میں معروف ادیب وشاعر اور ناول نگار ابن صفی کے حوالے سے "Ibnesafi: A Neglected Bestselling Author" کے موضوع پر لیکچر دینے دہلی آگئیں اور سبھوں کی توجہ کا مرکز بنی رہیں۔ 17 مارچ کو دہلی سے وطن واپسی سے قبل قرول باغ کے انٹرنیشنل کلارک ہوٹل میں ڈاکٹر کرسٹینا جو کہ ہائیڈل برگ میں بیمہ کمپنی میں ملازم اپنے شوہر اور زیر تعلیم بیٹی کے ساتھ مقیم ہیں اردو سے دلچسپی، اس میں اپنے کام اور ابن صفی کے جاسوسی ناولوں میں اپنی تازہ دلچسپی کے بارے میں سینئر صحافی اور fanawatch.com کے آن لائن ایڈیٹر اے یو آصف سے تفصیلی گفتگو کی۔ موصوفہ 1983 سے اب تک کئی بار ہندوستان تشریف لاچکی ہیں۔ مذکورہ بات چیت کے اقتباسات نذر قارئین ہیں۔ —— مدیر

سوال: اردو سے آپ کا تعلق کب اور کیسے ہوا؟

جواب: میں برلن (جرمنی) کی رہنے والی ہوں۔ وہیں میری پیدائش ہوئی۔ تعلیم وتربیت بھی وہیں ہوئی۔ بچپن سے مطالعے کا شوق تھا۔ میں ہولڈیٹ یونیورسٹی برلن میں 1971 میں انڈولوجی میں داخلہ کے بعد پہلے ہندی، سنسکرت اور پھر اردو کی جانب راغب ہوئی۔ 1986 میں قرۃ العین حیدر کے ناولوں 'میرے بھی صنم خانے'، 'آگ کا دریا' اور 'آخر شب کے ہمسفر' پر پی ایچ-ڈی کی لیکن اردو 1990 میں ہائیڈل برگ کے بعد اوڑھنا بچھونا بن گئی۔ پھر میں یہاں کی یونیورسٹی میں ماڈرن ساؤتھ ایشین اسٹڈیز کے ڈیپارٹمنٹ میں شعبۂ اردو میں استاد ہوگئی۔ یہاں درس و تدریس کے علاوہ علمی و تحقیقی کام کررہی ہوں۔

سوال: جرمن اور انگریزی سے اردو کی جانب متوجہ ہوتے وقت آپ کو کیسا لگا؟

جواب: چونکہ جرمن اور انگریزی میں افسانوں اور ناولوں کے مطالعہ کا سلسلہ جاری تھا اور ادبی ذوق تھا ہی، اس لئے تمام چیزیں اجنبی محسوس نہیں ہوئیں۔ ادب میں کچھ چیزیں کامن بھی تو ہوتی ہیں۔ ویسے یہ الگ بات ہے کہ زبان کا فرق اپنی جگہ ہوتا ہے۔

سوال: اردو میں آپ کے کام؟

جواب: ترجمہ، تبصرہ اور تجزیہ کرتی ہوں۔ ہائیڈل برگ یونیورسٹی میں ماڈرن ساؤتھ ایشین اسٹڈیز کے ڈیپارٹمنٹ میں شعبۂ اردو کے تحت اس ضمن میں خاصا کام ہورہا ہے۔ اردو اور جرمن میں تبصرے اور تجزیے ہورہے ہیں تو اردو سے متعدد چیزوں کے جرمن میں ترجمے بھی کیے جارہے ہیں۔ قلی قطب شاہ، ملا وجہی، ولی دکنی، سودا، غالب، شرر، سرسید احمد خاں، نظیر احمد، سعادت حسن منٹو، بیدی، عصمت چغتائی، قرۃ العین حیدر، احمد ندیم قاسمی، فیض احمد فیض، ن م راشد، میراجی، انتظار حسین وغیرہم پر مضامین لکھے گئے۔ 1994 میں منوہر، نئی دہلی کی شائع کردہ اردو کی ابتدائی خاتون شعراء، 1996 میں نذیر احمد کے 'ابن الوقت' کے جرمن میں ترجمے ہوئے۔ ابھی حال میں 'ڈپٹی نذیر احمد اور دہلی کالج' کا بھی جرمن میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ منٹو، عصمت چغتائی، جیلانی بانو، انتظار حسین، انور سجاد، سریندر پرکاش وغیرہم کے افسانے اور بلراج کومل، ندا فاضلی، جمیل الدین عالی، افتخار عارف، کشور ناہید، فہمیدہ ریاض،

احمد فراز، وزیر آغا، عذرا عباس، پروین شاکر، ذیشان ساحل اور جاوید اختر کے اشعار کے منظوم ترجمے بھی ہمارے نمایاں کاموں میں شامل ہیں۔ عنقریب میری کتاب "ہندوستان میں ہم عصر اردو افسانوں میں ہیرو اور اینٹی ہیرو" منظر عام پر آرہی ہے۔ اس طرح جرمن اخبارات، رسالوں اور کتابوں میں اردو کی تخلیقات کے آنے سے مشرقی ادب کو جرمن کے لوگوں کو سمجھنے میں آسانی ہوئی ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اب اردو شعبہ ادب جرمن زبان میں اجنبی نہیں رہا۔

سوال: حالانکہ سرسید پر بھی آپ نے جرمن زبان میں کام کیا ہے لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فکشن اور شاعری آپ کی توجہ کا مرکز زیادہ ہیں؟

جواب: مجموعی طور پر آپ کی بات صحیح ہے۔

سوال: کیا مولانا مودودی اور دیگر مفکرین کے لٹریچر آپ کی توجہ کا مرکز نہیں بنے؟ علامہ اقبال بھی آپ کی فہرست سے غائب ہیں؟

جواب: میں نے تو ان پر کام نہیں کیا لیکن ہمارے انسٹی ٹیوٹ کے ہی علی عثمان قاسمی مولانا مودودی کے لٹریچر پر جرمن میں کام کر رہے ہیں۔ ویسے میں نے ان کی چند کتابوں کو پڑھا ضرور ہے۔ جہاں تک علامہ اقبال کا سوال ہے میں نے ان کو پڑھا تو ہے لیکن فی الحال ان پر کوئی کام نہیں کیا ہے۔

سوال: ابن صفی کے چکر میں آپ کیسے پڑ گئیں؟

جواب: اسے چکر نہیں کہیے۔ یہ تو حسن اتفاق تھا کہ ادب کی دنیا میں سرراہ چلتے چلتے ابن صفی جیسا زمانہ شناس مل گیا۔ گزشتہ ایک ڈیڑھ سال سے میں ان کے ناولوں کو پڑھ رہی ہوں۔ ان کے 250 کے قریب جاسوسی ناولوں میں سے 25-20 اب تک پڑھے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ ترجمے کا کام بھی شروع کر رکھا ہے۔ ابن صفی کے معیار سے میں بے حد متاثر ہوں۔ وہ بہت ہی باشعور ادیب تھے۔ ان کے ناولوں میں مکالمے اور طنز و مزاح خوب پائے جاتے ہیں۔

Selfcriticism بھی موجود ہوتا ہے۔ ان میں دیباچے بھی ہوتے ہیں۔ وہ ''پیش لفظ'' کو ''پیش رس'' کہتے تھے۔ اس میں ان کے اسلوب اور رویے کے بارے میں جاننے کو ملتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی قارئین کے ردعمل کی بھی واقفیت ہو جاتی ہے۔ اس طرح کا مواد دوسرے ادیبوں کے یہاں شاذ و نادر ہی دکھائی پڑتا ہے۔ میری ان سے ملاقات نہیں ہوئی لیکن ان کی تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بہت ہی خوش مزاج، نیک اور معصوم تھے۔ ان میں کوئی چھل کپٹ نہیں تھا۔ عام طور پر ادیب حساس ہوتے ہیں لیکن وہ بہت ہی معتدل مزاج تھے۔ ان میں انا بھی نہیں تھی۔ بہت ہی انکساری سے کوئی بات کہتے تھے۔ مجھے ان سے ملاقات نہ ہونے کا افسوس ہے۔ میں 1983 میں ہندوستان پہلی مرتبہ آئی جب کہ 1980 میں ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ ابن صفی کی جس بات سے میں سب سے زیادہ متاثر ہوں وہ یہ ہے کہ ان کے کردار ''فریدی'' اور ''عمران'' کبھی کسی عورت کی جانب نگاہ بد پھیرتے دکھائی نہیں دیتے۔ ابن صفی کے جاسوسی ناول کی جاسوسی ادب میں اس لحاظ سے انوکھی حیثیت ہے کہ اس میں ایک مشن یا مقصد موجود ہے۔ اس لئے اسے محض تفریحی ادب نہیں کہا جا سکتا۔ ان کے جاسوسی ناولوں میں فکری و ذہنی تربیت بھی پوری طرح موجود ہوتی ہے۔

سوال: گزشتہ 16 مارچ کو ساہتیہ اکیڈمی کے پروگرام میں جس میں آپ نے مہمان خصوصی کے طور پر شرکت کی، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ نے جاسوسی ادب کو ادب کے طور پر تسلیم کیے جانے کا مسئلہ اٹھایا۔ اس ضمن میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: گوپی چند نارنگ نے صحیح بات اٹھائی ہے لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ یہ مسئلہ صرف اردو کا ہی نہیں، دوسری زبانوں میں بھی ہے۔ جرمن زبان میں بھی جاسوسی ادب کو ادب نہیں بلکہ تفریحی ادب کہا جاتا ہے۔ ❑❑

انٹرویور کا پتہ: R-181، رمیش پارک، اسٹریٹ نمبر 9، لکشمی نگر،

دھلی -110092 فون: 9810765575